❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب

اور

زوجہ محترمہ صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:163)

کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے سیرت "محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب اور زوجہ محترمہ صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ"

مکرم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب 10 جولائی 1913ء کو پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ و حضرت بُوزینب صاحبہؓ کے مجھلے بیٹے تھے۔

آپ نے بی اے۔ بیرسٹر ایٹ لاء کی تعلیم حاصل کی تھی۔ 15 نومبر 1933ء کو آپ حصول تعلیم کے لیے انگلستان تشریف لے گئے۔ آپ کو الوداع کہنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود اسٹیشن پر تشریف لائے اور دعا کروائی۔

چار سال انگلستان میں رہ کر آپ نے بار ایٹ لاء کی ڈگری حاصل کی اور 6 دسمبر 1937ء کو واپس تشریف لائے۔ آپ کے استقبال کے لئے خاندان مسیح موعودؑ کے افراد اور مقامی جماعت کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود بنفس نفیس اسٹیشن پر تشریف لائے۔

آپ کا نکاح 11 مئی 1939ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ قادیان میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کی بیٹی سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا اور نہایت پر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا جن میں مکرمہ امۃ المومن صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا نعیم احمد صاحب، مکرمہ امۃ الصمد طلعت صاحبہ، مکرمہ امۃ الودود صاحبہ اہلیہ مکرم مظفر احمد خان صاحب، مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ اہلیہ مکرم ملک زبیر احمد صاحب، مکرمہ مبارکہ صفیہ صاحبہ اہلیہ مکرم احمد صادق صاحب اور مکرم مرزا قمر احمد صاحب شامل ہیں۔

آپ کی اولاد میں سے آپ کی ایک صاحبزادی امۃ الصمد طلعت صاحبہ 20 سال کی عمر میں 1963ء میں وفات پا گئیں تھیں۔

آپ 1944ء میں امیر جماعت کلکتہ کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ اس زمانہ میں کلکتہ کے بعض احمدیوں کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کلکتہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ایک جلسہ منعقد کرنے کی درخواست کی جائے۔ اس طرح یہ شہر بھی حضورؓ کے قدم سے مشرف ہو جائے۔ کسی نے تجویز پیش کی کہ حضورؓ کو ایسے دُور دراز کے سفر پر آمادہ کرنے کے کسی ایسی تقریب کا سامان کرنا ضروری ہے جس سے ہماری اس درخواست میں وزن اور جاذبیت پیدا ہو اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ کلکتہ میں مسجد احمدیہ کی تعمیر کا پروگرام بنایا جائے جس کا اپنے مبارک ہاتھوں سے حضورؓ سنگِ بنیاد رکھیں یا افتتاح فرمائیں۔ اس تجویز کو سب نے قبول کیا۔ اس وقت کے امیر جماعت احمدیہ کلکتہ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب تھے اُن کی صدارت میں جماعت کا ایک خصوصی اجلاس مجوزہ مسجد کے لیے چندہ فراہم کرنے کے لیے

منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس تحریک میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ اس اجلاس میں ہی اکسٹھ ہزار روپے کے وعدے ہوئے اور بعد ازاں مزید احباب نے اس میں حصہ لیا اور تقریباً اسی ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ لیکن بعد میں بعض نامساعد حالات اور پارٹیشن کی وجہ سے اُس وقت وہاں مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ مسجد احمدیہ کلکتہ کا قیام 1964ء میں عمل میں آیا۔ 1962ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے رکھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 21 صفحہ 468-469)

آپ ڈھاکہ میں بھی رہے جہاں 27 ستمبر 1963ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کے نئے گھر کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 22 صفحہ 163)

سامعین! ہندوستان پاکستان کی تقسیم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فیصلہ کے مطابق جماعت احمدیہ کے افراد پاکستان ہجرت کر گئے اور صرف 313 افراد قادیان میں رہ گئے تھے جو درویشانِ قادیان کہلائے۔ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب جو اس وقت قادیان میں موجود تھے انہوں نے اپنے ایک مضمون میں اس وقت ہجرت کرنے والے افراد اور وہاں رہ جانے والے درویشان کی عکاسی الفضل کے ایک مضمون میں بہت خوبصورت انداز میں کی ہے۔ اس مضمون کا ایک پیراگراف مَیں یہاں بیان کر دیتا ہوں۔ اگر آپ مکمل مضمون پڑھنا چاہیں تو آپ روزنامہ الفضل لاہور مورخہ 10 جنوری 1947ء صفحہ 5 پر "قادیان" کے عنوان سے پڑھ سکتے ہیں۔ اس مضمون کو پڑھ کر یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ میں مضامین لکھنے کی صلاحیت بھی موجود تھی۔

آپ لکھتے ہیں:

سب لوگ ٹرکوں کے پاس پہنچ گئے مگر وہاں منظر ہی اَور تھا۔ جانے کی خوشی تو کسی کو کیا ہونی تھی ہر ایک رنج و غم سے پِسا جا رہا تھا۔ ہر ایک قدم جو کنوائے کی طرف اٹھتا تھا وہ آگے سے بوجھل ہوتا۔ جو ضبط کی طاقت رکھتے تھے وہ ضبط کی کوشش کرتے۔ مگر اُن کے راز کو اُن کی سرخ آنکھیں پکار پکار کر فاش کر رہی تھیں اور جن کو ضبط کی طاقت نہ تھی وہ اس طرح روتے تھے جس طرح کہ کوئی بچہ اپنی ماں سے بچھڑنے کے وقت روتا ہے۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا یعنی الوداعی دُعا۔ جس کرب اور الحاح کے ساتھ یہ دعا مانگی گئی اور جس تضرع اور عاجزی سے اُنہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا اُس کو الفاظ بیان نہیں کر سکتے اور جس نے وہ نظارہ دیکھا وہ بھی اُسے بھول نہیں سکتا۔ وہاں بہت سے غیر مسلم آئے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ مسلم ملٹری کے سب سپاہی موجود تھے اور وہ سب محوِ حیرت تھے کہ ان لوگوں کو کیا ہوا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ان لوگوں کی گزشتہ چار ماہ موت کے منہ میں جھانکنے کے باوجود بھی اِس وقت یہ حالت ہے جبکہ اِن کو موت سے بچایا جا رہا ہے۔ اللہ اللہ! احمدیت کی صداقت کے لیے یہی ایک دلیل کافی ہے۔ کسی جھوٹے رسول، اس کی بستی، اس کے شعائر سے انسان اس قدر محبت نہیں کر سکتا۔ دعا ختم ہوئی۔ ٹرک ایک ایک کر کے روانہ ہوئے۔ جانے والے چلے گئے اور پیچھے رہنے والے ایک سکتہ کی حالت میں اُن کو تکتے رہے۔ مَیں بھی اُنہی لوگوں میں تھا جو کہ اُن کو الوداع کر رہے تھے اور پھر جب مَیں اپنے ہوش میں آیا تو میرے منہ پر یہ شعر تھا۔

کر کے رخصت اُن کو تاحدِ نظر دیکھا گئے
جس طرف دیکھا نہ جاتا تھا اُدھر دیکھا گئے

جب یہ آخری مرحلہ طے ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے پھر ایک سکون بخشا اور سب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اچھا! اب جو مقصد ہمارے رہنے کا ہے وہ پورا ہو اور یہ مبالغہ نہ ہو گا اگر یہ کہا جائے کہ پیچھے رہنے والوں میں ایک معجزانہ تبدیلی پیدا ہو گئی اور یکا یک ہر ایک اس بات میں کوشاں ہو گیا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ کے سب ارشادات پر پورا عمل کیا جاوے اور اس کے لیے نہ صرف اجتماعی طور پر کوشش کی گئی بلکہ ہر ایک شخص فرداً فرداً اس کوشش میں لگ گیا کہ اس کے بھائی کی سُستی سے احمدیت کو یا جماعت کو نقصان نہ ہو۔"

سامعین! آپ نمازوں کے پابند، مخلص، ہمدرد اور جماعت اور خلافت سے محبت رکھنے والے انسان تھے۔ آپ کو قادیان میں درویشی اور ناظر اعلیٰ قادیان کے طور پر خدمت کی بھی توفیق ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یتامیٰ کی پرورش کے ضمن میں آپ کی عمدہ مثال کو پیش فرمایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

"اس بارہ میں نہایت اعلیٰ نمونہ عزیزم مرزا ظفر احمد نے دکھایا ہے جو میرے بھتیجے ہیں۔ بنگال کے وہ فاقہ زدہ لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں وہاں ہلاک ہوئے ہیں ان میں سے ایک کی یتیم بچی لے کر انہوں نے اس کی پرورش شروع کی ہے اور اس عمدگی اور خوبی کے ساتھ وہ اس کی پرورش کر رہے ہیں کہ اس میں اور ان کی اپنی لڑکی میں کوئی

فرق نظر نہیں آتا... دونوں کے بالکل ایک جیسے کپڑے ہوتے ہیں، ایک جیسا دونوں کو کھانا کھلاتے ہیں، ایک جیسی دونوں کو تعلیم دلاتے ہیں اور ایک جیسی دونوں کی نگرانی رکھتے ہیں... ان کی لڑکی اس لڑکی کو باجی کہتی اور اس کا احترام کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے یتیم کا پالنا کہتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 568 ایڈیشن 2004ء)

آپ 23 فروری 1985ء کو کراچی میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 72 برس تھی۔

مورخہ یکم مارچ 1985ء کو بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ حضورؒ نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

"مرزا ظفر احمد صاحب جو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ چند دن ہوئے کراچی میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ نماز جمعہ و عصر جمع ہوں گی اس کے بعد میں صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ احباب ان کی مغفرت کی دعا میں ساتھ شامل ہوں۔"

سامعین! اب مَیں مختصر ذکر محترمہ صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کا کروں گا۔

محترمہ صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ 1919ء میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب اور محترمہ شریفہ بیگم صاحبہ کے ہاں پیدا ہوں۔

حضرت مصلح موعود نے آپ کا نکاح مرزا ظفر احمد صاحب کے ساتھ پڑھاتے ہوئے جو خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ کے والد اور آپ سے خاص محبت کا ذکر ملتا ہے نیز یہ خطبہ نکاح حضور کے ان جذبات کا بھی عکاس ہے جو حضور کے ان بچیوں کے متعلق تھے جن کی مائیں ان کے بچپن میں وفات پا گئی تھیں۔

آپ کی والدہ کی وفات آپ کی کم عمری میں ہی ہو گئی تھی۔ آپ تین بہن بھائی تھے۔ آپ کے دونوں بھائی مرزا سعید احمد صاحب 1938ء میں اور مرزا مبارک احمد صاحب 1942ء میں عین جوانی میں وفات پا گئے۔

آپ کی والدہ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کے والد حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کا نکاح حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ سے کر دیا۔ آپ کا اپنی دوسری والدہ جو آپ کی ہم نام بھی تھیں ان سے بہت اچھا سلوک تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری والدہ میں سے تمام بہن بھائیوں کے ساتھ آپ نہایت محبت رکھتی تھیں۔ دوسری والدہ سے چار بہنیں اور دو بھائی صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ہوئے۔

آپ کو 1938ء میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ کلکتہ اور کراچی میں لمبا عرصہ مختلف حیثیتوں میں آپ کو لجنہ اماء اللہ میں خدمات کا موقع ملا۔ آپ کی صاحبزادی امۃ الصمد طلعت صاحبہ 20 سال کی عمر میں 1963ء میں وفات پا گئیں تھیں۔ بیٹی کی وفات پر نہایت صبر کا نمونہ پیش کیا۔

مورخہ 23 جون 1995ء کو آپ کی 76 سال کی عمر میں وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپرد خاک ہوئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 23 جون 1995ء کو نماز جمعہ کے بعد لندن میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

اللہ تعالیٰ آپ دونوں کے درجات جنت الفردوس میں بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

قربِ رحمت مآب حاصل ہو
وصلِ عالی جناب ہو جائے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞